مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین کے اکابرین ملت پر اثرات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

The impacts of Hazrat Mujaddid's movement "rival of Islam" on great religious personalities: A research study

ڈاکٹر فرحت جبین[i] پروفیسر ڈاکٹر محمد عظیم فاروقی[ii]

Abstract

Shaikh Ahmad Sirhandi is a well known figure and religious reformer of his time. His major contribution to the Muslim world is that he defener the Muslim beliefs from the Non Islamic thoughts of Jalal – ud-Din Akbar. He sucesseded in his mission by writing the letters to the influentials and religious persons.

Hazrat Mujaddid Alaf Sani took this adverse condition of Islam and Islamic values to heart and decided to utilize all of his energies for the reformation and revival of real Islamic teachings and values of Quran-o-Sunnah. He continued his strenuous efforts on all forums even after the death of Akbar against all anti-Islamic forces. His revival campaign brought forth positive effects on the government officials, Islamic scholars and mystics of his time and the descendants.

He had to go through fires and waters during his struggle facing all ordeals from all sides, Non-Muslims and the prejudice Muslims as well. He spread a wide network of spiritually purified real servants of Islam throughout India and abroad. His disciples and authorized followers accompanied his holy mission during his life time and even after his death. His services influenced all coming leaders and scholars of Islamic sciences very effectively.

This article is a brief study of impacts of his rivival of Islam on great personalities of the sub-continent.

Key Words: Mujaddid alf thani, Religious Reformer, Rival of Islam, Deen-e-Akbari

شیخ احمد سرہندی 4 شوال 971ھ /26 مئی 1524ء بروز جمعہ پنجاب (حال موجودہ مشرقی پنجاب ، بھارت) کے مقام سرہند میں پیدا ہوئے۔اور 1043ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔آپ کے تجدیدی

i ڈین سوشل سائنسز، الحمد یونیورسٹی اسلام آباد

ii قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد

کارنامے اور مساعی جمیلہ کے نتائج واثرات سینکڑوں سالوں پر محیط ہیں۔ جن کے لئے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ارشاد فرمایا:

"وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

اللہ نے کیا جس کو بروقت خبر دار[1]"

مجدد الف ثانی کی جملہ کاوشوں میں آپ کے رسائل، رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ ردِ روافض، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ شرح رباعیات، رسالہ معارف لدنیہ، رسالہ مبدء و معاد، رسالہ مکاشفات عینیہ، اربعین مجددی (چہل حدیث) کے علاوہ کلیدی وبنیادی کردار آپ کے مکتوبات کا ہے جو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور احیائے دین و ملت کے امین ثابت ہوئے اور فکر وعمل میں عظیم انقلاب کا پیش خیمہ بنے۔ آپ نے اکبری ضلالت و گمراہی کے خلاف کامیاب تحریک چلائی۔ جس کے نتیجہ میں اکبر وجہانگیر کی کفریہ وفاسقانہ روایات واعتقادات کے خلاف کامیاب اقدامات کئے اور دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن تعلیمات کے احیاء کا فریضہ سرانجام دیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکرِ اسلامی کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔ شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں ہندوستان علماء ومشائخ حق سے بالکل خالی ہورہا تھا، کیسے کیسے اکابر موجود تھے لیکن مفاسد وقت اور اصلاح وتجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا، صرف مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا وجود گرامی ہی "تن تنہا" اس کاروبار کا کفیل ہوا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان لکھتے ہیں:

"ایسے حالات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے خان خاناں، صدر جہان، خان اعظم، مہابت خان، تربیت خان، اسلام خان، دریا خان، سکندر خان، مرتضیٰ خان جیسے امراء کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کرکے بادشاہ کی توجہ دین کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی، جہانگیر نہ صرف خود معتقد ہوا بلکہ اپنے بیٹے خرم کو آپ سے بیعت کرایا، سجدہ تعظیمی موقوف ہوا، گائے کا ذبیحہ پھر سے شروع ہوا، جو مسجدیں منہدم ہوگئی تھیں دوبارہ تعمیر (آباد) ہوئیں اور جس قدر خلاف شرع قوانین رائج تھے سب منسوخ ہوئے[2]۔"

حقیقت یہ ہے کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اُن بزرگوں میں خاص حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے اس برعظیم میں اسلام کے احیاء اور اس کی سیاسی سربلندی کے لئے عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں، واقعہ یہ ہے کہ جہانگیر کے زمانے سے لیکر اب تک جو بھی اسلامی مفکر اس برعظیم میں پیدا ہوئے اور جتنی بھی اسلامی تحریکیں یہاں اُٹھیں اِن کا رشتہ کسی نہ کسی صورت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے کام سے جڑا ہے۔ شاہجہان کی اسلام دوستی، عالمگیر کی حکمتِ عملی، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ، علامہ اقبال کی شاعری اور خود تحریکِ پاکستان کی کڑیاں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی تعلیمات

سے جاملتی ہیں اور آپ کے بعد آنے والے تمام اکابرین ملت کسی نہ کسی حوالہ سے آپ کے تجدیدی کارناموں سے فیض یاب اور متاثر نظر آتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی فرماتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ امام ربانی کے افکار نے پاک و ہند کی فکری زندگی اور سیاسیات پر گہرا اثر ڈالا اور معاشرے میں تدریجی انقلاب پیدا کیا۔ پاکستان و ہند کے مفکرین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اور ڈاکٹر محمد اقبال آپؒ سے بہت متاثر ہیں[3]۔"

مجدد الف ثانیؒ کے احوال و مواجید اور افکار و انوار کے اثرات تو عالمگیر نوعیت کے حامل ہیں، تمام بلاد اسلامیہ میں آپ کے فکرِ تازہ نے ایک سماں باندھ کر رکھ دیا ہے، آپ کے خلفاء کرام نے آپ کے فیوضات و اثرات کے وہ سرچشمے جاری کیے ہیں کہ جن سے صدیوں بعد بھی زمانہ اپنی تشنگی کافور کر رہا ہے، ان اکابرین میں احمد رضا خان بریلوی کا نام بھی شامل ہے، جن کی شخصیت میں بھی غیرت مجددی اور حمیتِ سرہندی کی بھرپور جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ آپ کے دَور میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں نے مسلمانوں کو ہر میدان میں پسپا کر رکھا تھا۔ دینِ وحدت کے ماننے والے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ آپ نے مجدد الف ثانیؒ کی غیرت و حمیت کے حوالے دے کر اُن ظلمت شعاروں کی خوب خبر لی۔ آپ نے مولانا محمد علی مونگیروی ناظم ندوۃ العلماء کو لکھا ہے:

"بالفعل آپ جیسے صوفی صافی منش کو شیخ مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد یاد دلاتا ہوں، اس سے عین ہدایت کے امتثال کی اُمید رکھتا ہوں، حضرت ممدوح اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں، "فسادِ مبتدع زیادہ تر از فساد صحبت کافر است" (یعنی سو علانیہ کافروں سے ایک بدعتی زیادہ مہلک و خطرناک ہے)۔ مولانا انصاف! آپ مصلحتِ دین و مذہب زیادہ جانتے ہیں، یا حضرتِ شیخ مجدد! مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس ارشاد ہدایت بنیاد کو معاذ اللہ لغو و باطل جانئے، اور جب وہ حق اور بے شک حق ہے تو کیوں نہ مانئے، جس سے ظاہر کہ کافروں کے بارے میں فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین کا حکم ایک حصہ ہے تو بدمذہبوں کے باب میں سو حصے بھی زیادہ خطرناک ہے[4]"

مولانا احمد رضا خان بریلوی مجدد الف ثانیؒ کو نہ صرف معیارِ حق مانتے ہیں بلکہ وہ آپ کے غیرت مند کردار کو اپنے حلقۂ احباب میں بطور مثال پیش کرتے تھے۔ آپ اسی طرح دوسرے اکابرِ اُمت کے ساتھ آپ کے بحرِ علمی کا اعتراف بھی کرتے ہیں[5]۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خانؒ مجدد الف ثانی کے زبردست مداح تھے۔ آپ کے علم و فضل،

فکر و عرفاں اور شان و عظمت کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ کو مجدد الف ثانی یعنی ہزار سال کا مجدد لکھتے تھے، آپ کے سلسلے کے اکابرِ وقت سے اُن کا تعلق قائم تھا۔

شیخ احمد سرہندی کی تحریکِ تجدید اسلام کے نتیجے میں پوری دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ آپ کی اس عظیم تحریک کے تفصیلی فکری و عملی اثرات کا جائزہ لینے کے لیے اگر ہم دنیائے عرب کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں حضراتِ نقشبندی، ترکی کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، کردستان میں سلسلہ خالدیہ مجددیہ، افغانستان، چین، روس، ترکستان کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے اَن گنت مراکز اور پاک وہند کے تمام اکابرینِ ملت اور رُشد وہدایت کے مراکز اپنے مسلکی اور فروعی اختلافات سے قطع نظر شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی خدمات کے معترف ہیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس وقت دنیا کے ہر براعظم میں نقشبندی مجددی علماء ومشائخ موجود ہیں اور اپنی اپنی خدمات میں مصروف ہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری سلسلہ نقشبندیہ "حرکی" ہے۔ دورِ جدید میں اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے[6]۔"

نورالحق ابن شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی معرکۃ الاراتالیف "اخبار الاخیار" میں مجدد الف ثانیؒ کو بڑی عقیدت واحترام سے اس طرح مخاطب فرمایا ہے:

"زبدۃ المقربین، قطب الاقطاب، فضیلت مآب، مظہر تجلیات الٰہی، مصدرِ برکات، امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ[7]۔"

ان کے علاوہ عرب وعجم میں حضرت مجدد کے معاصرین علماء وصلحا بکثرت موجود ہیں، جنھوں نے آپ کی عظمت اور مجدد الف ثانی ہونے کی شہادت دی ہے۔ ان میں شیخ فضل برہانپوری، شیخ حسن غوثی، میر مومن بلخی، مولانا جمال الدین تلوی، مولانا یعقوب صرفی اور مولانا جان محمد لاہوری شامل ہیں۔ حضرت مجدد کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مرزا مظہر جان جاناں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور علامہ غلام علی آزاد جیسے جلیل القدر علماء نے آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا ہے[8]۔

مشہور عالم و مفکر نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب "تقصار جیود الاحوار من تذکار الابرار" میں مجدد الف ثانی کے متعلق اِن الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

"آپ عالم، عارف اور کامل و مکمل تھے۔ اپنے زمانے میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے۔ صوفیوں کے راستوں میں مجدد خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر اور شام و روم اور اقصائے مغرب تک پہنچا ہوا ہے۔ مقامات کی انتہا پر پہنچنے اور اُن کی معرفت حاصل کرنے میں جو اعلیٰ درجے کا علم اور کمال درجہ کا تبحر اُن کو حاصل تھا، اس پر ان کے یہ مکتوب شاہد اور روشن دلیل ہیں جو کہ تین جلدوں میں ہیں۔ اتباع سنت اور ترکِ بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں جیسے حضرات کا ان کے سلسلے میں داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لیے کافی ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کو شروع میں آپ کے قال و حال پر انکار تھا۔ لیکن آخر کار اس انکار سے رجوع فرمایا اور ظاہر و باطن میں آپ کی فضیلت کا اعتراف کر لیا۔[9]"

نیز نواب صدیق حسن خان مرحوم اپنی کتاب "ریاض المرتاض" میں رقم طراز ہیں:

"مجدد الف ثانی کے کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے، اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا۔ بلکہ اکثر کی تو شریعت موید ہے اور بعض کشف ایسے ہیں کہ شریعت ان سے ساکت ہے۔ اولیاء کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء کرام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا مرتبہ[10]۔"

خلاصہ بحث

مجدد الف ثانیؒ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے، حافظِ قرآن تھے، اسرارِ قرآنی پر زبردست عبور حاصل تھا[11]۔ آج جو مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں، مدارس سے قال اللہ و قال الرسول کی دلنواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر و فکر ہو رہا ہے اور قلب و روح کی گہرائیوں سے جو اللہ تعالیٰ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں، تو ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بار منت ہے۔ اگر مجدد الف ثانی اس الحاد و ارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو مساجد میں اذانیں ہوتیں اور نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ تعالیٰ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے، الاماشاءاللہ[12]۔

مذکورہ بالا ارشادات واقتباسات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مکتوباتِ مجدد الف ثانی نے فکر و عمل کی اصلاح و تطہیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے براہِ راست تصادم، مخاصمہ و مجادلہ کی بجائے اصلاح و اخلاص کا رَسیا نمونہ پیش کیا جو قرآن و سنت کی ابدی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور سلف صالحین کی لازوال خدمات میں خوبصورت اضافہ کا سبب بنا۔

حواشی و حوالہ جات

1 ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال: 451، مطبوعہ لاہور، 1977ء

2 شیخ سرہند: 100

3 تقدیم مکتوبات بحیثیتِ ماخذ ایمانیات: 18

4 مکتوبات امام احمد رضا: 90-91

5 رسائلِ نور: 56

6 پروفیسر محمد مسعود احمد، جہانِ امام ربانی، اقلیم دہم: 47

7 محمد وکیل احمد، جہانِ امام ربانی، اقلیم دہم: 51- 55

8 نفس مصدر

9 جہانِ امام ربانی، اقلیم دہم: 51- 55

10 نفس مصدر

11 حضرات القدس 2: 68

12 سیرت مجدد الف ثانی، تقدیم: 10